HABIBIA ISLAMICUS
(The International Journal of Arabic &Islamic Research) (Quarterly) Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN:2664-4916 (P) 2664-4924 (E)
Home Page: http://habibiaislamicus.com
Approved by HEC in Y Category
Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,** Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.
Website: www.habibia.edu.pk,
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

TOPIC:

ISLAM AND MYSTICISM STATUS AND IMPORTANCE A HISTORICAL ANALYSIS

اسلام اور تصوف مقام واہمیت ایک تاریخی جائزہ

AUTHORS:

1- *Sohail Akhtar, Lecturer Department of History, Ghazi University, Dera Ghazi Khan Email: sohailakhtar252@gmail.com Orcid ID: https://orcid.org/0000-0002-9344-7551*
2- *Muhammad Asghar, Research Scholar, Department of History, Ghazi University, Dera Ghazi Khan Emil: asgharzohrani@gmail.com Orcid ID: https://orcid.org/0000-0001-5773-9939*
3- *Sajeela Perveen, (Visiting Lecturer) Department of History Ghazi University, Dera Ghazi Khan Email: sajilahaider@gmail.com Orcid ID: https://orcid.org/0000-0002-9749-7230*

How to Cite: *Akhtar, sohail, Muhammad Asghar, and Sajeela parveen (2021). URDU 3 ISLAM AND MYSTICISM STATUS AND IMPORTANCE A HISTORICAL ANALYSIS:* اسلام اور تصوف مقام واہمیت ایک تحقیقی وتاریخی جائزہ. *Habibia Islamicus (The International Journal of Arabic and Islamic Research), 5(3), 33-42.* https://doi.org/10.47720/hi.2021.0503u03 .
URL: http://habibiaislamicus.com/index.php/hirj/article/view/235
Vol. 5, No.3 || July –September 2021 || P. 33-42
Published online: 2021-09-07

QR. Code

ISLAM AND MYSTICISM STATUS AND IMPORTANCE A HISTORICAL ANALYSIS

اسلام اور تصوف مقام واہمیت ایک تاریخی جائزہ

Sohail Akhtar, Muhammad Asghar, Sajeela Perveen,

ABSTRACT:
The term Sufism is related as mysticism which has assumed in Islam. Although it is not so much a set of doctrine but as a mode of feelings in the religious and spiritual domain. Sufism is based on piety and truth and it traces its origin from Quran and Hadith. Sufism or Tasawuf (mysticism) is actually the essence of Islamic thought and philosophy while this concept is based on high moral values of life and the purity of man with exalted spiritual emotions. The word Sufism in Islam was originated and developed in the noble persons of Arabia and it flourished in Iran and in central Asia and then spread in Africa and final reached at Sub-continent in 5th century. Thousands of Sufis all over the world with their followers are affiliated with different Sufi orders. These Sufis influenced over the lives of the people with regard to their social and religious norms, etiquettes with special religious practice. The paper highlights the status and importance of mysticism in Islam under the concept of various thoughts of Sufis.

KEYWORDS: *Islam, Sufism, Orders, Arabia, Subcontinent, etc.*

تعارف: اسلام ایک عالم گیر مذہب ہے اس میں مختلف اداروں کی تشکیل دوسری صدی ہجری میں شروع ہوگئی تھی انہیں میں ایک تصور روحانیت سے ہے جسکی تربیت اور تعمیر تصوف کہلائی۔ عہد نبوی ﷺ میں مسجد نبوی کے سائے میں موجود صفہ کی جماعت تعلیم وتربیت کی اولین مکتب گاہ تھی۔ جس کی بدولت رشد وہدایت کی تعلیم کا پرچار کرنے ولی یہ جماعت بعد میں صوفی کہلائی مگر کچھ یہ بھی روایات ہیں۔ اس بارے یہ بھی مشہور ہے کہ اس کا آغاز اویس قرنی نے کیا اور کچھ کے خیال میں یہ اسطلاح زید ابوالہاشم نے استعمال کی جو شام کے ایک زاہد تھے۔[1] مگر بہت سارے محققین کا یہ بھی خیال ہے کہ صوفیاء کی ایک کثیر تعداد نے روحانیت اور تزکیہ نفس کی تربیت کا بیڑا اٹھایا ان میں پہلا نام حضرت جنید بغدادی کا ہے۔ پھر اسی طرح حضرت شبلی اور ابوطالب المکی شامل ہیں۔ ابراہیم بن ادہم، فضل بن ایاز، سری سقطی اور معروف کرخی جیسے عظیم بزرگوں نے اس کو پروان چڑھایا۔[2] ان زہداء کی جماعت نے اسلام کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا اور اپنے اوصاف حمیدہ سے اسلام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچا کر انسانیت کو اسلام کی حقانیت سے روشناس کرایا۔ صوفیاء نے ان چار باتوں پر زور دیا ان میں پہلی طریقت، دوسری معرفت، تیسری حقیقت اور چوتھی وصل۔ ان کے خیال میں یہ صفات تزکیہ نفس، احسان، اخلاص کو جنم دیتی ہیں یہی تصوف کا موضوع ہیں اور نہ صرف محمود و مستحسن ہیں بلکہ ان صفات کا حصول اور اکتساب شریعت اسلامیہ میں مطلوب اور متصور کا درجہ رکھتا ہے۔ درحقیقت تصوف تزکیہ نفس کا دوسرا نام ہے اور بعثت نبوی کے مقاصد چہر گانہ میں سے دوسرا اہم مقصد ہے۔[3]

سابقہ مواد کا جائزہ: ادب کو تحقیق میں نمایاں مقام حاس ہے اور اس مقالے کی تیاری میں ابتدائی وثانوی ماخذات سے استفادہ کیا گیا ان میں کشف المحجوب، عوارف المعارف، تذکرۃ الاولیاء، بزم صوفیاء، تاریخ تصوف، خزینۃ الاصفیاء اب کوثر، اور رسائل اور تحقیقی مضامین سے استفادہ کیا گیا جبکہ تاریخی طریقہ تحقیق کو اپناتے ہوئے اس مقالے اقداری طریق تحقیق کو استعمال کیا گیا۔

موضوع پر گفتگو: اسلام کی آمد نے انسانیت کو گمراہی سے بچنے کا درس دیا اور پاکیزگی اختیار کرنے کی تلقین کی۔ اور تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا۔ دنیا سے ترک تعلق کر کے اپنے آپ کو اللہ سے جوڑ جانے کی ترغیب دی۔ محبت وعداوت کو اللہ کی خوشی کی خاطر اختیار کرنے کی نصیحت کی۔ فرمان نبوی ہے،من احب لللہ و ابغض للہ و منع للہ و اطاع للہ فقد ا ستکمل الایمان۔[4] اور جس نے محبت اللہ کیلئے کی اور عداوت بھی اللہ کیلئے کی۔ اور اللہ کی رضا کیلئے عطا کیا اور اللہ ہی کیلئے روکا تو اس نے ایمان مکمل کر لیا۔ اسلام دین حنیف اور سچائی کا علمبر دار ہے یہ ظاہری و باطنی پاکیزگی کا جہاں درس دیتا ہے اور وہیں اس کے ماننے والے بھی راہ حق پر چلنے کی دعوت دیتے ہیں انہیں میں ایک عمل صوفیاء کا ہے۔ صوفیاء کا لفظ تصوف سے جڑا ہے۔ اور لفظ تصوف کے مادہ اشتقاق کے بارے میں اگر محققین اور مفسرین کی علمیت کی روشنی میں رجوع کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی متفقہ تعریف ممکن ہی نہیں۔ محققین کی رائے میں تصوف کا فظ صوف سے مشتق ہے جس کے لغوی معنی اُون لیئے جاتے ہیں اس طرح صوف کے لباس پہنے والے کو صوفی کہا جاتا ہے۔[5]

تصوف من کو مار کر تقویٰ کو پالینے کا عملی سبق ہے اور تقوی کی روح ہے کہ بندہء مومن کا کوئی بھی قدم خلاف شریعت نہ ہو خود کو خدا کے حوالے کر دے اپنے آپ کو اللہ کی مرضی کے تابع کر دے۔ جب اللہ کہہ تو حرف اللہ کہتے ہوئے خود کو خدا کے سپرد کر دے اور اللہ کے لفظ کی ادائیگی واضح کر دے کہ وہ اپنے آپ کو سپرد خداوندی کر چکا۔[6] تصوف صرف ذات الٰہی سے تعلق بنانے کا نام ہے اور اس میں باقی کسی چیز کی حیثیت نہیں رہ جاتی۔ صرف اللہ ہی نظر آتا ہے۔ اور کسی دوسرے واسطے کو ختم کر دیا جاتا ہے۔ اس لیئے خالص تصوف میں الحاد کا امکان ہی نہیں رہتا۔ شیخ سعدی کہتے ہیں کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی شخص اطاعت رسول کے بغیر تصوف میں داخل ہو یا تصوف کا راستہ اختیار کر سکے ایسا محال ہے۔ مختلف صوفیاء نے واضح طور پر تصوف میں شرک کے امکان کو نا صرف رد کیا بلکہ اس کو غلط کہہ کر اس کی مخالفت کی اور کہا کوئی صاحب طریقت رد شریعت نہیں ہو سکتا۔ لہذا صحیح اسلامی تصوف بالیقین اور ایمان قران وحدیث کی تفسیر ہو سکتا ہے۔ اور سلوک طے کرنے کو بھی اتباع شریعت سے منسلک کیا ہے۔ اوریوں کہالا مقصود الا اللہ، لا مطلوب ال اللہ، لا حاکم اللہ، لا رازق ال اللہ، لا امراللہ، لا دافع البلاء الا اللہ لا مالک الا اللہ۔ ابن خلدون نے کہتے ہیں تصوف صوف سے مشتق ہے اور اس کے خیال میں اسلاف کو صوف الباس یعنی اُون کا لباس مرغوب تھا کیونکہ ہ زہد کے قریب ہے اور صوفیاء کھدر کا لباس پہنتے تھے۔[7] البتہ کچھ لوگوں کے مطابق یہ لفظ صفہ سے موسوم ہے اس سے مراد اصحاب صفہ ہیں۔ تصوف کا لفظ اور صوفی صفا سے مشتق ہیں اور اس سے مراد صاف ہونا ہے اس کا مطلب ہے اپنے باطن کو پاکیزہ اور مہذب بنا کر دل کی میل کو صاف کرنا ہے پس جو ایسا کرتا ہے وہ صوفی بن گیا اور اہل تصوف میں شامل ہو گیا ہے اور اس نے اپنا تعلق اللہ سے جوڑ لیا ہے۔[8]

اس طرح حضرت عبد القادر جیلانی فرماتے ہیں کہ تصوف حق کے ساتھ سچائی ہے اور مخلوق کے ساتھ بھلائی ہے تصوف میں چار حروف ہیں جن میں "ت" سے مراد توبہ، "ص" سے مراد صفائی، و" سے مراد ولایت اور "ف" سے مراد فنافی اللہ ہے۔ تصوف ان چار الفاظ کا مجموعہ ہے اور کوئی بھی صوفی تب بنے گا جب اس کے اندر یہ چار باتیں موجود ہوں گی۔ اور اگر کوئی ان باتوں سے روگردانی کرتا ہے تو اسکا تصوف

سے واسطہ نہیں۔ تصوف میں تطہیر قلب کو جزو اول سمجھا جاتا ہے۔[9] تصوف کے بارے میں ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ من سمع صوت اهل التصوف فلا یومن علی دعائهم کتب عند الله من الغافلین۔[10] جس نے اہل تصوف کی آواز سنی اور اسے نہ مانا تو وہ بارگاہ حق میں غافلوں میں شمار ہوا۔ لفظ تصوف کے مادہ مصور کی بحث میں پڑے بغیر صرف اس کی حقیقت کو ملحوظ خاطر رکھا جائے تو تصوف دراصل روحانی تربیت و تزکیہ نفس سے وابستہ ہے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت ذکریا انصاری فرماتے ہیں "تصوف اس علم کا نام ہے جس سے تزکیہ نفس، تصفیہ اخلاق، تعمیر ظاہر و باطن کا احوال معلوم ہو جائے اور جس کے نتیجے میں سعادت عبدی حاصل ہو جائے تو یہ تصوف کی حقیقت ہے۔[11]

"اگر لفظ تصوف کے مادہ پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ کئی تشریحات اور حقائق سے منسلک ہے مگر اس کے اس کے ماحاصل پر ہی بات کی جائے تو واضح ہوتا ہے کہ لفظ تصوف سے مراد ہم ان تعلیمات کی اس روح کو گردانتے ہیں جو صوفیاء کرام کی تعلیمات کے ساتھ ساتھ "تزکیہ نفس، عدل و احسان، اخلاق و عبادات، مساوات و رواداری، شفقت و مہربانی، سچائی و راست بازی، اخلاص و فقر، محنت و مشقت اور تبلیغ و تربیت کا عملی مظاہرہ ہے۔ صوفیاء کرام نے ترویج حق اور تربیت انسانی کے مشن کو پرواں چڑھا کر معاشرے سے بغض و نفاق، حسد و شر، منافقت، بدی کے خاتمے کے ساتھ انسانی بقائے باہمی اور ہمدردی کے جذبات بڑھانے کیلئے بلا تفریق اور بلا رنگ و نسل کام کیا۔ معاشرتی رواداری پر مبنی معاشرے کی تشکیل میں اسلام کی بنیادی اصولوں عملی جامہ پہنانے کا سہرا صرف صوفیائے کرام کے سر سجا۔ اسلام میں تصوف کو پذیرائی ملنے کی ایک اہم وجہ تزکیہ نفس کی ترغیب ہے جو صوفیاء کی تعلیمات کا بنیادی ماخذ اور جزو اولین ہے۔ اسلام میں تصوف کی اہمیت کا اندازہ ہم اس بات سے لگا سکتے ہیں۔ جس کے بارے میں یوں کہا گیا۔ هوالذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم اٰ یته و یزکیهم و یعلمهم الکتاب والحکمة و ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔[12] وہی اللہ ہی ہے جس نے امیوں میں ایک عظیم الشان رسول کو مبعوث فرمایا۔ انہیں اللہ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے۔ اور اس کے نفوس کا تزکیہ کرتا ہے۔ اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔ اصل کے علاوہ قرآن مجید کی کئی آیات ایسی ہیں جو تزکیہ نفس کی اہمیت اور افادیت پر استدلال ہے کرتی ہیں۔ قد افلح من زکها وقد خاب من وسها۔[13] یقیناً بامراد ہوا وہ شخص جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کر لیا اور نامراد ہوا وہ شخص جس نے اپنے نفس کو میلا کر دیا

و اما من خاف مقام ربه و نهی النفس عن الهوی فان الجنة هی الماویٰ۔[14] جو اپنے رب کے سامنے پیش ہونے سے ڈرا اور اس نے اپنے نفس کو خواہشات سے روکا ایسے شخص کا ٹھکانہ جنت ہو گا۔

ان الله مع الذین اتقو هم محسنون ۔[15] بے شک اللہ ساتھ ہے ان لوگوں کے جو متقی بھی ہیں اور محسن بھی ہیں۔

لیس علی الذین امنو و عملو الصالحت جناح فیها طعفو اذا ما تقوا وامنو و عملو الصالحات ثم اتقوا و امنو ثم اتقوا و احسنو۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کئے ہیں ان لوگوں کو اس میں کچھ گناہ نہیں جو انہوں نے کھالیا

بشر طیکہ ڈرتے رہیں اور ایمان پر قائم رہیں اور احسان یعنی اخلاص اختیار کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایمان کے تین درجے قائم کئے پھر چوتھے درجے کو احسان قرار دیا جو عبارت تصوف ہے۔ بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ اخلاص یہ ہے کہ خالق پر علی الدوام نظر رکھنے کی وجہ سے خلق پر نظر کرنے کو فراموش کردے۔

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں شریعت کے تین اجزاہیں۔ علم، عمل اخلاص جب تک ان تینوں کی تکمیل نہ شریعت کا حق ادا نہیں ہوتا اور جب شریعت کا حق ادا ہو گا تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو گی۔ جو دنیا اور آخرت کی تمام سعادتوں سے برتر ہے۔ ورضون من اللہ اکبر اللہ تعالیٰ کی رضا سب سے بری چیز ہے۔ حضرت مجدد کے مذکورہ بالا اراشاد کی وضاحت ایک عالم ربانی نے اس طرح بیان کی ہے۔ جس کو مولانا اشرف علی تھانوی یوں بیان کرتے ہیں۔ دین شریعت کے پانچ اجزا یہ ہیں۔ عقائد، عبادت، معاملات، معاشرت، تصوف اور تصوف جس کو شریعت میں اصلاح نفس کہتے ہیں ان پانچوں اجزا کے مجموعے کا نام دین ہے اگر کسی شخص میں ایک جزو بھی ان میں سے کم ہو گا تو وہ شخس ناقص الدین ہو گا جیسے کسی کے ایک ہاتھ نہ ہو تو وہ ناقص الخلقت ہے۔[16]

عالم اسلام کے نامور محقق اور عالم دین ڈاکٹر محمد حمید اللہ اپنے ایک خطے میں فرماتے ہیں:خوش قسمتی سے ہمیں دین کے سلسلے میں ایک سہولت یہ حاصل ہے کہ خود آپ کی ہی ایک حدیث میں اس کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے یہ حدیث صحاح ستہ کی ساری کتابوں یعنی بخاری و مسلم وغیرہ میں موجود ہے ایک روایت میں یہ صراحت بھی آئی ہے کہ اسی واقعے کا تعلق حضور ﷺ کی زندگی کے آخری دو بلکہ شاید آخری سال سے ہے اس حدیث میں تین چیزوں کی وضاحت کی گئی ایمان کیا چیز ہے؟ اسلام کیا چیز ہے؟ احسنا کیا چیز ہے؟ انہی تین باتوں کو بالفاظ دیگر عقائد، عبادات اور تصوف کہا جا سکتا ہے۔[17] یہ حدیث، حدیث جبریل کے نام سے مشہور ہے اور طویل متن پر مشتمل ہے میں حدیث کے آخری حصے کو نقل کرتا ہوں۔ جس کا تعلق میرے اس مقالے سے ہے۔ حضرت جبریل سوال کرتے ہُں احسان کیا چیز ہے؟رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ احسان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرو کہ گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو اگر تم اسے دیکھ سکتے تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ احسان کا لغوی معنی حسن کروں، یعنی عبادت کا اچھی طرح بجالانا یعنی اس طرح عبادت کرنا تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو مطلب یہ ہے کہ تمہاری عبادت غفلت اور ریاسے منزہ ہو حاصل حضور اور اخلاص ہے اگرچہ انسان اس دنیا میں سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتا دھیان کر سکتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نظر آتے تو جس طرح کی عبادت اس وقت کرتا ویسی کرنا چاہیے۔ ایسے وقت میں عبادت اخلاص اور حضور سے بھرپور ہو گی۔[18] ایک غور طلب بات یہ بھی ہے حضرت جبرائیل نے یہ سوال حقیقیت ایمان واسلام دریافت کرنے کے بعد پوچھا۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ عقائد اور واعمال ظاہرہ سے زائد کوئی اور امر بھی قابل تحصیل ہے۔ جس کو احسان کہا گیا ہے یہ حدیث ﷺ طریق تصوف کی صحت کو ثابت کرنے کیلئے ایک قوی دلیل تصور کی جاتی ہے۔ اس طریق تصوف کے ذریعے انسان کے نفس کا تزکیہ ہو جاتا ہے اور اعمال باطنی کی اصلاح اور درستی ہو جاتی ہے واس کے نتیجے میں قلب میں جلا اور صفاء پیدا ہو تا ہے۔ اور قلب پر بعض حقائق کو نیہ متعلقہ اعیان واغراض ولوازمات بالخصوص اعمال حسنہ وسئیہ، حقائق الھیہ، صفاتیہ، فعلیہ، بالخصوص معاملات بین اللہ اور بین العبد یعنی جو

معاملات اللہ اور بندے کے درمایں ہیں وہ منکشف ہوتے ہیں ان مکشوفات کو حقیقت کہتے ہیں اور اس انکشاف کو معرفت کہتے ہیں۔[19] فریق تصوف کے امام ابو القاسم عبد الکریم القشیری ام نے علم تصوف کی مشہور کتاب رسالہقشیریہ میں شریعت وحقیقیت کی تشریح ان الفاظ میں بیان کی ہے۔

عوبودیت پر قائم رہنے کا حکم دینا شریعت ہے اور "حقیقت" حق تعالے کی ربوبیت کے مشاہدہ کا نام ہے لہذا ہر وہ شریعت جس کی تائید حقیقت سے نہیں ہوتی وہ غیر مقبول ہے اور وہ ہر حقیقت جو احکام شریعت سے مقیدنہ ہوبے سود ہے لہذاشریعت مخلوق کو کس طرح تصرف کرنا ہے لہذا ہر وہ شریعت جس کی تائید حقیقت سے نہیں ہوتی وہ غیر مقبول ہے اور ہر وہ حقیقیت جو احکام شریعت سے مقیدنہ ہوبے سود ہے۔لہذا شریعت مخلوق کو مکلف بنانے کے لیے ہے اور حقیقیت میں اس بات کی اطلاع دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلوقات میں کس طرح تصرف کرتا ہے لہذا شریعت اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنے کانام ہے اور حقیقت اس کے مشاہدہ کرنے کو کہتے ہیں شریعت میں احکام کی پابندی ضروری ہے اور حقیقت میں ان امور کامشاہدہ ہوتا ہے جن کافیصلہ ہوچکاہے جو تقدیر میں لکھی جاچکی ہیں جو مخفی ہیں یاجو ظاہر ہیں۔اس سے آگے امام ابو القاسم فرماتے ہیں کہ میں نے استاد ابو علی دقاق کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ایاک نعبد شریعت کی حفاظت کرتا ہے اور ایاک نستعین میں حقیقت کا اقرار ہے یادرکھیں کہ شریعت اس اعتبار سے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے واجب ہوئی حقیقت ہے اور حقیقت شریعت ہے اس اعتبار سے کہ معرفت الہی بھی حکم خداوندی سے واجب ہوئی ہے۔[20]شریعت میں اللہ تعالیٰ نے معبود ہے طریقت میں اللہ تعالی مقصود ہے اکبر الہ آبادی مرحوم نے کیاخوب کہاہے۔یہ سب کو ہے تسلیم کہ معبود وہی ہے کم ہیں جو سمجھتے ہیں کہ مقصود وہی ہے

بظاہر تو یہ فرق بہت معمول نظر آتاہے مگر جب ایک مسلمان اللہ تعالیٰ کو اپنامقصود بنالیتاہے اور انداز نگاہ میں یہ تبدیلی صرف تصوف کی بدولت پیداہوتی ہے تواس کی دنیاہی بدل جاتی ہے یعنی وہی دنیاجس کے حصول میں وہ رات دن سرگرداں رہتاتھااس کے قدموں میں سجدہ ریزہوجاتی ہے جب تک اللہ تعالیٰ صرف معبود ہے۔مسلمان بادشاہوں کی غلامی میں کوئی وقت یاقباحت محسوس نہیں کرتا مگر جب اس کا مقصود اللہ بن جاتاہے توسلاطین عالم خود اس کی قدم بوسی کو اپنے لئے باعث سعادت یقین کرتے ہیں۔جسے تمناہو وہ خواجہ معین الدین اجمیری ہو، قطب الدین بختیار کاکی ہو یافرید الدین مسعود گنج شکر ہو یانظام الدین اولیاء ان سب کی زندگی نمونہ خلائق ہے۔قصہ مختصر یہ ہے کہ جب مسلمان اللہ تعالیٰ سے تعلق پیداکرناچاہتاہے (اور یہی اسلام کی نمایت ہے تو اسے لامحالہ تصوف کے کوچھے میں آناپڑتاہے۔اللہ تعالیٰ سے تعقل پیداکرنے کادوسرانام شریعت ہے۔　　قرآن رہے پیش نظر یہ ہے شریعت　اللہ رہے پیش نظر یہ ہے طریقت (اکبر الہ آبادی) حضرت مولانااشرف علی تھانوی قدس سرہ نے فرمایاوہ زراسی بات جو حاصل ھے تصوف کایہ ھے کہ جس طاعت میں سستی محسوس ھو سستی کامقابلہ کرکے اس طاعت کو کرے اور جس گناہ کاتقاضاھو تقاضے کامقابلہ کرکے اس گناہ سے بچے۔جس کو یہ بات حاصل ھوگئ اس کو پھر کچھ بھی ضرورت نہیں، کیونکہ یہی بات تعلق مع اللہ پیداکرنے والی ھے اور یہی اس کی محافظ ھے۔اور یہی اس کو بڑھانے والی ھے [21]

تصوف اسلامی کی تاریخ اپنے آغاز میں اس کے نام کی تاریخ سے بہت مختلف ہے۔ حضرت ہجویریؒ نے ابو الحسن القوشیخیؒ (م 348) کا قول نقل کیا ہے۔ آج کل تصوف ایک نام ہے بغیر حقیقت کسے، لیکن زمانہ سابق میں یہ ایک حقیقت تھی بغیر نام کسے پھر حضرت ہجویری اپنی طرف سے اضافہ کرتے ہیں کہ صحابہ کرام اور سلف صالحین کے زمانے میں یہ نام موجود نہ تھا لیکن اس کی حقیقت ہر شخص میں جلوہ گر تھی اگر ہر شخص کا لفظ کسی قدر مبالغہ آمیز بھی ہو تو تب بھی یہ حقیقت ہے اور سب سے بڑے صوفی متقدین ومتاخرین متفق ہیں۔ اگر چہ متاخرین میں ہمیشہ بے شمار مقدس ہستیاں (مردوزن) مختلف اقطار عالم میں موجود رہی ہیں لیکن تقدس اتنا ہمہ گیر نہ تھا جتنا اسلام کے قرنِ اول میں پایا جاتا تھا۔ مزید براان اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تاریخ اعتبار سے تصوف کی جڑیں رسول ﷺ کی گوشہ نشینی کے اس عمل میں پائی جاتی ہیں جو حضور ﷺ اولین نزول وحی سے پہلے ماہ رمضان میں غار حرا میں فرمایا کرتے تھے۔ حنفاء کا سایہ عمل جس پر آنحضرت مدینے میں بھی اپنی زندگی کے آخری سالوں میں بھی متواتر کاربند رہے اور ان کے بعض اصحاب بھی اس عمل میں ان کی پیروی کرتے رہے گویا ابراہیمی تصوف اسلامی تصوف کے درمیان ایک رشتہ اتصال سمجھا جاتا ہے۔[22]

اگر اسلام میں تصوف کی بات کریں تو واضح ہوتا ہے کہ اسلامی تصوف چوتھی ہجری تک مختلف مدارج طے کرتے ہوئے ایک اہم مقام حاصل کر چکا تھا۔ تصوف سے منسلک اکابرین اور صوفیاء مجاہدات، عبادات اور ریاضات کی بلندیوں پر فائز تھے اور انکی مراقبات کی بنیاد کتاب وسنت کی تعلیمات پر مشتمل تھی۔ ان کی ذات ایک متبحر عالم، دین کے شارع کی تھی جن کا مشن انسانیت کی خدمت اور تربیت تھا۔ بقول جنید بغدادی، حدیث وفقہ میں محنت کی اور اسی میں میری کامیابی کا راز مخفی ہے۔ جس شخص نے تصوف سے پہلے قران وحدیث میں سند نہیں لی اس کو لوگوں کی رہنمائی کا کوئی حق نہیں۔[23] تصوف راہ ہدایت ہے اس میں گمراہی اور گمراہوں سے منسلک باتیں خلاف شریعت ہیں عقائد باطلہ کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔ تصوف وہ شمع ہے جس کا منبع قران وسنت ہے۔[24] تصوف کی توضیح بیان کرتے ہوئے مختلف اکابر صوفیاء یہ دلیل دیتے ہیں کہ تصوف روحانیت کا وہ مخفی پہلو ہے جو رسول ﷺ کی وساطت سے ان تک غیر منقطع انداز میں پہنچتا ہے۔ جیسے خواجہ محمد سلیمان تونسوی کے حوالے سے مشہور ہے وہ کہتے تھے پیغام روحانیت مرشد در مرشد پہنچا ہے۔ اسی طرح تاریخی اعتبار سے دیکھائے جائے تو بھی اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں کہ زمانہ رسالت سے لیکر قرون وسطی تک ہر نسل اور علاقے میں مشائخ اور تصوف مع مریدین سلسلہ رشد وہدایت میں ہمہ تن گوش رہے۔ اور مشائخ اور صوفیا کسی ایک جگہ پر متمکن نہیں رہے بلکہ علمی وروحانی تسکین کیلئے زندگی بھر سرگرداں رہے اور اکابر صوفیاء کی صحبت سے فیضیاب ہوتے رہے۔ حتی کہ ان میں بھی کئی خود اکابر صوفیاء کرام تھے۔ جس کی بدولت مختلف سلسلوں کا آپس میں ایک معاشرتی تعلق بھی قائم ہوا۔ اور مستند سلسلوں کو فروغ ملا۔[25]

صوفیاء سلسلہ تصوف کو نہ صرف آگے بڑھاتے رہے بلکہ تصوف کے آغاز وارتقاء کی تفصیل بھی انہی کی مرہون منت ہے۔ مختلف سلاسل کو تاریخ[26] کے اوراق پر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ چالیس ہجری حضرت علی رضی اللہ تعلای عنہ کی شہادت ہے پھر اسی طرح ایک سو دس ہجری حضرت خواجہ حسن بصری کی وفات، خواجہ حبیب عجمی 156 ہجری، خواجہ داود 165 ہجری، خواجہ معروف کرخی 201 ہجری،

جنید بغدادی 297 ہجری، حضرت سری سقطی 353 ہجری، نے سلسلہ تصوف کو آگے جاری رکھا۔[27] بعض لوگوں کے نزدیک یہ مشکوک ہے مگر اس پر شک کرنے کی کوئی درست وجہ بھی موجود نہیں۔ اس پر کچھ مورخین کی نکتہ چینی محض خیالی ہے۔ بقول ڈونالڈسن صوفیاء کرام معتدل طبیعت اور انسان دوست مزاج کے حامل تھے۔[28] جبکہ ابن خلدون کچھ یوں رقمطراز ہے کہ صوفیاء نے جو طریقہ اختیار کیا وہ آغاز اسلام سے منفرد تھا۔ اسلام کی حقیقی روح کے عین مطابق تھا اور معتدلانہ تھا۔ اسلام کے ابتدائی ایام میں راست بازی عقیدت اور نیکی اور ہدایت کی شمع لیکر صوفیاء دنیا کے اندر پھیل گئے۔ اور انسانی بھائی چارے اور محبت اور امن کے داعی بن کر اسلام کی اشاعت کیلئے مشعل بردار ٹھہرے۔[29]

صحابہ کرام سے راہ ہدایت حاصل کرنے والے رشد وہدایت کے ان پروانوں کا طریق عبادت مطمع نظر خدا کی ذات اور اس کی خوشنودی کا حصول تھا۔ یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے زہد و تقویٰ اور انسانی خدمت کو اپنا شعار بنایا اور صوفی کے لقب سے مشہور ہوئے۔[30] اہل مذہب کے دو گروہ شمار ہوتے ہیں ان میں سے ایک وہ ہیں جن پر منطق اور عقل کا غلبہ تھا ان کے خیال میں اطاعت شریعت کی پاسداری ہے اور جنت اسی میں پنہاں ہے مگر کچھ اس کے برعکس دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جن کے خیال میں عشق غالب ہے اور صرف اطاعت نہیں بلکہ انکے خیال اطاعت کے علاوہ محبت اور طریقت کو بھی لازمی سمجھتے ہیں جن کا نصب العین دیدار ہے۔ اسی گروہ کو صوفی کا نام دیا جاتا ہے۔ ان کے خیال میں تصوف دراصل روح انسانی کا اپنی اصل یعنی حق تعالی سے واصل ہونے کا شوق ہے۔ ان کے خیال میں خدا کی ذات اور روح جدا نہیں۔[31] تصوف کی راہ ہی خدا سے ملانے کا ذریعہ ہے اور اس کو معبود ماننے کے ساتھ ساتھ لوگوں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ اس سے لگا ور کھو تا کہ تیرے وجود سے اس کی خوشبو آئے۔ ظاہراً اور باطناً اس کی محبت کا اقرار ہو بقول اقبال خرد نے کہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل،،،،، دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ نہیں۔[32] تصوف کے مشہور اور اہم ترین سلسلے چار مانے جاتے ہیں مگر کچھ ذیلی برانچیں بھی بن چکی ہیں اس طرح کل 14 صوفی سلسلے بن چکے ہیں۔ اسی طرح چار مشہور اور بڑے سلسلوں میں چشتی، قادری، سہروردی اور نقشبندی ہیں مگر ان کے علاوہ جنیدی، اویسی، صابری کی شاخ بھی ہے۔[33]

حاصل بحث:

اسلام اور تصوف ایک وسیع اور پیچیدہ موضوع ہے اور اس مقالے میں اختصار کے ساتھ اس موضوع کو زیر بحث لایا گیا۔ اسلام ایک الہامی مذہب ہونے کے ناطے اپنے پیروکاروں کی وحانی اور باطنی تربیت کا درس دیتا ہے اور تزکیہ نفس کا پرچار کرتا ہے۔ دور رسالت اور اکابر صحابہ کرام نے رشد وہدایت کے اس سلسلے کو دنیا کے مختلف حصوں میں پہنچایا اور ان کی کاوشوں کی بدولت اسلام پھیلا۔ صحابہ کرام کی تعلیمات کے نتیجے میں ایک ایسی جماعت پیدا ہوئی جو زہد و تقوی اور حقیقی معنوں میں خالق حقیقی کے پیغام کی ترجمان تھی۔ تزکیہ نفس کے قرآنی تصور کی روشنی میں صوفیاء کرام کی اس جماعت نے عشق حقیقی کو بنیادی عقائد کا جزو قرار دیا اور اللہ تعالی کی حقیقت کے ساتھ اس کی معرفت اور خوشنودی کو اولین ترجیح دیکر اس کی یاد میں خلوت نشینی اختیار کرتے ہوئے جنگلوں اور ریگستانوں میں رہ کر جہاد اکبر کیا جو نفس عمارہ پر قابو

پانے کا ذریعہ بنا۔ ان صوفیانے عوام الناس میں بھی اسی شعور کو پروان چڑھایا کہ حقیقت حق ہی کل ہے باقی سب جزو ہیں۔ تصوف کی راہ پر چل کر ان لوگوں نے شریعت کو طریقت اور معرفت بخشی۔ اور معرفت الٰہی انسانیت کو ذکر الٰہی کی طرف راغب کرنے کا سب سے موئثر راستہ ہے۔ جو قلوب کو مطمئن اور منور کرتا ہے جس کے نتیجے میں انسان گمراہی سے بچتا ہے۔ تو گویا اسلامی تعلیمات کو عملی سانچے میں ڈھالنے کا ایک ذریعہ تصوف ہے۔ اسلام میں شریعت کی خلاف ورزی ممکن نہیں اور کشف المحجوب کے مطابق شریعت کا منحرف یا اسکی پاسداری کرنے والا تصوف میں داخل ہی نہیں ہو سکتا تو گویا شریعت کی پابندی تصوف کی چابی ہے۔ جس کا مطمع نظر صرف تربیت انسانی ہے اور نیکی کا پرچار اور بدی کا خاتمہ ہے یہی حکم اسلام کا ہے اور یہی پرچار صوفیاء کا ہے۔ اور عجم میں اسلام کی اشاعت صوفیاء کے روحانی اور قائدانہ کردار، ان کے صدق، اخلاص، زہد و تقویٰ، انسانی تکریم کی بدولت ممکن ہوئی۔ لہذا تصوف اسلام کی اشاعت میں نہایت اہمیت اور افادیت کا حامل ہے۔ جس کی ایک مثال برصغیر میں اشاعت اسلام ہے۔ اور سچے صوفیاء سے بڑھ کر کوئی موحد ہو نہیں سکتا کیونکہ وہ سمجھتا ہے حقیقت صرف ایک ہے اور وہ اللہ ہے اور توحید کی اساس بھی یہی ہے کہ جلوت و خلوت کا مالک صرف اللہ ہے مکاں تا لامکان مطلوب و مقصود و موجود و محبوب صرف وہی ہے قل انکنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ کا اصل راز تصوف میں ہی پنہاں ہے۔

حوالہ جات

[1] ۔اڈی میکلیگن، پنجاب مذہبی فرقوں وصوفی سلسلوں کا انسائیکلوپیڈیا، بک ہوم لاہور، 2006، ص 52

[2] ۔، صوفیائے اسلام، ص 15

[3] ۔تاریخ تصوف، ص 11

۔الحدیث،۔ابو داود، حدیث 46814

[5]. محمد اکرام، شیخ، آب کوثر، اردو بازار، لاہور، 2001، ص114

[6] ۔غزالی، امام محمد، روضۃ الطالبین عمدۃ السالکین، لاہور، 1988، ص 154

[7] ۔ولی الدین، ڈاکٹر، تصوف اور قرآن، حیدر آباد دکن، ص23

[8] ۔علی ہجویری، کشف المحجوب، لاہور، 1987، ص34

[9] ۔عطار، خواجہ فرید الدین، تذکرۃ الاولیاء، شبیر برادرز، لاہور، 1990، ص262۔

[10] ۔کشف المحجوب، ص 89

[11] ۔۔حسن محمود، عبیر الحقیقت، سلیمانیہ اکیدمی ڈیرہ غازیخان، 2011، ص23

۔القران، سورہ جمعہ 63، ایت 0212

[13] ۔القران، سورہ شمس 91، ایت 09

[14] ۔القران، سورہ النازعہ، ایت20، 21،،

[15]۔القرآن، نحل16، ایت 128

[16]۔تھانوی، مولانا اشرف علی، التکشف فی مہمات التصوف، تالیفات اشرفیہ، ملتان، ص، 30

[17]،ڈاکٹر، حمید اللہ، خطبات بہاولپور، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، 2006، ص 187

[18]۔ایضاً

[19]۔قشیری، امام، رسالہ قشیریہ، مترجم عرفان بیگ، دارالعرفان علیگڑھ، 2005، ص 21

[20]۔ایضاً

[21]۔عبد الحئی، بصائر حکیم الامت، ص 99

[22]۔کشف المحجوب، ص82

[23]۔چشتی، یوسف سلیم، تاریخ تصوف، لاہور، 1976، ص 5

[24]۔علی ہجویری، کشف المحجوب، لاہور، 1987، ص 17

[25]۔۔لاہوری، غلام سرور، بزم صوفیاء، سنگ میل، لاہور، 1991، ص 34

[26]۔اردو دائرہ، معارف اسلامیہ

[27]۔۔ای ڈی میکلیگن، پنجاب مذہبی فرقوں وصوفی سلسلوں کا انسائیکلوپیڈیا، سنگ میل، لاہور2007، ص 14

[28]۔ڈونالڈ سن، ڈاکٹر، مسلمانوں کا فلسفہ اخلاق، آکسفورڈ، ص79۔

[29]۔ابن خلدون، عبد الرحمان، تاریخ ابن خلدون، مترجم راغب رحمانی، نفیس اکیڈمی کراچی، 1986، ص، 191۔

[30]۔خزینۃ الاصفیاء، ض اول، ص 242

[31]۔چشتی، ص 6

[32]۔۔اقبال، علامہ، ضرب کلیم، علم و عرفان، لاہور، 2011، ص89۔

[33]۔پنجاب مذہبی فرقوں وصوفی سلسلوں کا انسائیکلوپیڈیا، ص 64

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.